سوال

(99) بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیاکسی بدعتی کوامام بنایا جاسکتا ہے ، ایسا امام جو اہل سنت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی کیا حیثیت ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

امام بخاری نے اس سلسلہ میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے : ''فتنہ گر اور بدعتی کی امامت ۔'' [1]

پھر آپ نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے کہ تم بدعتی کے پیچھے نماز پڑھو، اس کی بدعت کا وبال خود اسی پر ہوگا ۔ [2]

دراصل بدعت کی دو اقسام ہیں : ایک بدعت یہ ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے ہی خارج ہو جاتا ہے ، اسے بدعت مکفرہ کہا جاتا ہے ۔ اس قسم کی بدعت کا ارتکاب حرام اور ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ۔ دوسری بدعت یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا البتہ فاسق وفاجر ضرور قرار پاتا ہے ۔ ایسے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے لیکن اس قسم کے بدعتی کو بھی مستقل امام بنانا صحیح نہیں ۔

نوٹ : عرصہ ہوا، اس سلسلہ میں ہمارے دیرینہ دوست اور مہربان حضرت پروفیسر علامہ محمد حسین آزاد نے عرب کے مستند اور معروف علماء کبار کا ایک فتویٰ ارسال کیا تھا تاکہ اسے ''اہل حدیث ''میں شائع کیا جائے ۔ سوال کی مناسبت سے ہم اس کا ترجمہ قارئین کی نذر کرتے ہیں : ''جس شخص کے متعلق ہمارا فیصلہ ہے کہ وہ مسلمان ہے ، اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی صحیح ہے اور جو مسلمان نہیں ، اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنا بھی جائز نہیں ۔ اس بات کو اکثر اہل علم نے اختیار کیا ہے اور جن حضرات نے کہا ہے کہ کسی بھی نافرمان اور گنہگار کی اقتدا میں نماز صحیح نہیں ان کا موقف مرجوح ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراوقت کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے اور امراوقت کی اکثریت نافرمان ہی ہوتی ہے اس کے علاوہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھتے تھے حالانکہ وہ بہت بڑا ظالم تھا، اس بنا پر بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس کی بدعت اور اس کا فسق اسے دائرہ اسلام سے خارج نہ کردے ۔ '' (واللہ اعلم)

---

[1]بخاری، الاذان، باب نمبر ۵۵۔

[2] صحیح بخاری، حوالہ مذکور۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد4۔ صفحہ نمبر:125

محدث فتویٰ